ایک اہم مذکور اس کتاب میں پاکستانی سفارت خانے کے متعلق ملتا ہے۔ ماہر صاحب بتاتے ہیں کہ ہندوستانی سفارت خانے کے قونصل جنرل مسٹر قدوائی ہندوستانی حاجیوں کی خبر گیری کے لیے دن رات حجاج میں چکر لگاتے رہتے ہیں، لیکن پاکستانی سفارت کا ہر شخص بادشاہِ بے خبر بنا ہوا ہے۔ پاکستان سے حکومت نے جو طبی مشن بھیجا اس کے انچارج ڈاکٹر کو شکایت رہی کہ سفارت خانہ نے مشن کو حاجیوں کی خدمت کا پورا موقع ہی نہیں دیا۔ پاکستانی سکّے کی گرتی ہوئی قیمت کا بھی اپنے تجربہ و مشاہدہ کی بنا پر مؤلف نے ماتم کیا ہے۔ حد یہ کہ لوگ پاکستانی نوٹ کی صورت سے بھاگتے تھے۔ جب کسی ملک کے حکمران اور رہنما تعمیر و ترقی میں لگنے کے بجائے مفاد و منصب کے کھیل میں لگ جاتے ہیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے۔

کتاب میں تجربات اور اسباق بھرے ہیں، جا بجا اپنی تاریخ کے مختلف گوشوں پر بحثیں ہیں، بہت سے مسائل فقہی کا تذکرہ ہے، آخر میں "گذارش اور مشورے" کے زیر عنوان حج کی ترغیب دلانے اور اس سے صحیح استفادہ کرنے کے لیے بڑی مؤثر سطور نگاہ سے گزرتی ہیں۔ خاتمہ حمد و نعت کے اشعار پر ہوتا ہے

یہ سفرنامہ دینی اور ادبی دونوں حیثیتوں سے اردو تحریروں میں ایک قابل قدر اضافہ ہے

امامیہ مشن کا لٹریچر | از قلم: سید العلماء سید علی نقی النقوی، مجتہد العصر۔ ملنے کا پتہ: سیکرٹری امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ، اردو بازار۔ لاہور۔

حسب ذیل رسائل برائے تبصرہ موصول ہیں: (۱) خدا کا ثبوت (۲) حسین اور اسلام (۳) شجاعت کے مثالی کارنامے (۴) قاتلانِ حسین کا مذہب (۵) محاربۂ کربلا (۶) اسیریٔ اہل حرم۔ علی الترتیب قیمتیں ۲ر، ۳ر، ۴ر، ۸ر، ۵ر، اور ۳ر ہیں۔

یہ رسائل ہمارے شیعہ بھائیوں کے مکتب فکر کو ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ ان میں اگرچہ مناظرانہ ڈگر کو چھوڑ کر کسی قدر نیا اسلوب اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن مسائل اور بحثیں وہی ہیں جن پر صدیوں سے جھگڑے ہو رہے ہیں۔ مگر ان جھگڑوں سے کسی کی بگڑی نہ بن سکی۔ ہم اس لٹریچر کے مباحث پر کوئی گفتگو کرنے کے بجائے صرف اتنا کہیں گے کہ اس میں انسانیت کے نام کوئی ایسا پیغام نہیں ہے جو اس کو زندگی کے عملی خارزار میں سے بہ سلامت نکال لے جائے۔ اس میں کوئی نظریۂ سیاسی نہیں ملتا، اس میں موجودہ معاشی الجھنوں کو سلجھانے کا سر و سامان نہیں ہے، اس میں قوموں کو باہمی تصادم سے بچا لینے

کی کوئی سبیل نہیں بیان کی گئی ہے۔ اس میں الحاد کی بنیادوں پر قائم ہونے والی تہذیب جدید کے طوفانی حملے کا کوئی توڑ سامنے نہیں لایا گیا، اس میں قدیم اور جدید جاہلیتوں کا شکار ہوتی ہوئی عورت کو کوئی راہ نجات نہیں بتائی گئی، اس میں سرمایہ داری اور کمیونزم سے ٹکر لینے والا کوئی نظریہ نہیں دیا گیا، اس میں کوئی فلسفۂ تاریخ نہیں ملتا، اس میں کوئی نظامِ اخلاق نمایاں نہیں ہوتا ___ الغرض اس میں سرے سے دورِ حاضر کے اجتماعی انسان کو مخاطب ہی نہیں کیا گیا۔ بس مسلمانوں کے اندر کے ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے خلاف اپنی شکایات بیان کی ہیں، اپنا مقدمہ پیش کیا ہے، اپنی طرف سے الزامات لگائے ہیں، اور اپنے آپ کو ایک علیحدہ جتھا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ یہ مقدمہ صحیح ہے یا غلط، گذشتہ کئی صدیوں سے یہ اسی طرح پیش ہوتا رہا ہے، اس پر بحثیں ہوئی ہیں، مناظرے ہوئے ہیں، سر پھٹول ہوئی ہے، لیکن ہمیں نہیں معلوم کہ کسی فریق کی کونسی بگڑی اس کے ذریعے سنور گئی ہے۔ اور آج ہم پوچھتے ہیں کہ پوری دنیا کو چھوڑیئے، پاکستان کا کونسا بھلا اس میں ہے۔ خدا کے لیے شیعہ سنی جھمیلے سے ذرا بالاتر ہو کر پوری آبادی کو دیکھ کر اس کے اخلاق، اس کے اعمال، اس کے کیریکٹر، اس کے لین دین، اس کے آمد و صرف، اس کی خانگی اور کاروباری زندگی، اس کی سیاسی اور اجتماعی سرگرمیوں کا جائزہ لیجیے کہ کس درجہ کی تباہی سے آپ دوچار ہیں ___ پنج تن کے معتقدین کی اخلاقی سطح کیا ہے اور خلفائے اربعہ کے محبوں کا معیار تقویٰ کہاں تک پہنچتا ہے۔ جائزہ لیجیے اور پھر خدا کے لیے اس پستی سے خود نکلنے اور دوسروں کو نکالنے کی جدوجہد کیجیے۔ آپ دوسروں کے خلاف بحثیں اٹھانے کے بجائے اپنے گروہ کی زندگی کو بنائیں اور دوسرے آپ کے خلاف مناظرے کرنے کے بجائے اپنی فکری و اخلاقی تعمیر کریں۔ ورنہ الحاد کی عالمگیر طاقت کے سیلاب کے سامنے نہ آپ رہیں گے، نہ دوسرے؛

اگر آپ کے نزدیک سچا دین و مذہب آپ کے حلقے میں محفوظ ہے تو پھر اس پریشان حال دنیا کے سامنے آپ اس نظامِ زندگی کی تصویر پیش کیجیے جس کے آپ امانت دار ہیں اور بتائیے کہ آپ کا دین و مذہب وقت کے مسائل کو کیسے حل کرتا ہے۔ محض یزید کو گالیاں دینے اور امام حسین کا ماتم کرنے سے تو انسانی زندگی بن سنور نہیں سکتی۔